إنَّ الفَضْلَ بِيَدِ اللهِ ۔ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ئیں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۹۱	مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۲۸ء	یوم جمعہ	مطابق ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ	جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔

نظارت بیت المال نے اطلاع دی ہے۔ کہ ۵ ار مئی سے جماعت احمدیہ کا مالی سال ۲۸-۱۹۲۷ء بند ہو گیا ہے۔

۱۴ ارمئی محلہ دار الفضل کے ایک غریب دوکاندار کی قریباً دو سالہ لڑکی دن کے وقت اپنے گھر کے پاس کھیلتی ہوئی گم ہو گئی ہے۔ بڑی کوشش اور سرگرمی سے تلاش کی جا رہی ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی پتہ نہیں لگا ۔

محلہ دار البرکات میں انگریزی دواؤں کی ایک نئی دکان کھلی ہے جس کا افتتاح ۱۳ ارمئی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے اپنے عملہ اور بعض دوسرے ڈاکٹروں کی موجودگی میں کیا ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت پر لیکچر!

ہندوستان کے مختلف علاقہ جات سے ۱۷ ارجون کے جلسہ کے متعلق جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ وہ نہایت خوش کن ہیں۔ نہ صرف مرد ترقی اسلام کے شائع کردہ نوٹوں سے لیکچروں کی تیاری کر رہے ہیں۔ بلکہ خواتین بھی لیکچر تیار کر رہی ہیں۔ اور امید ہے کہ اگر ہر جگہ نہیں۔ تو اکثر مقامات پر مردوں کے علاوہ خواتین بھی اس دن جلسے منعقد کریں گی۔ اور اپنے ہادی و راہنما کی شان کے اظہار کے لئے لیکچر دینگی۔ مردوں کو چاہیئے کہ وہ نہ صرف ابھی سے مردانہ جلسہ کے ضروری انتظامات سرانجام دینے لگ جائیں۔ بلکہ مستورات کو بھی جلسہ منعقد کرنے میں ضروری امداد دیں۔ اور جہاں جلسہ کا علیحدہ انتظام نہ ہو سکے۔ وہاں مردانہ جلسہ میں ہی برعایت پردہ ان کو شمولیت کا موقعہ دیں ۔

عام لوگوں کو اس جلسہ کی اہمیت اور ضرورت بتانے کے لئے ۱۷ ارجون سے قبل جلسے کرنے چاہئیں اور بڑے شہروں میں مختلف محلوں میں ایسے جلسے ہونے چاہئیں۔ اعلانات اور پوسٹروں کے ذریعہ بھی لوگوں کو اطلاع دینی چاہیئے۔ غرض ہر قسم کے انتظامات کے لئے ہر جگہ کمیٹیاں تجویز کر لینی چاہئیں۔ جن میں ہر فرقہ اور ہر عقیدہ کے مسلمانوں کو شامل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔

الفضل کا خاص نمبر

اس نمبر کیلئے نہایت اعلیٰ درجہ کے مضامین اور نظمیں آنی شروع ہوگئی ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے امید ہے کہ مضامین کے لحاظ سے یہ پرچہ نہایت شاندار اور قابل قدر ہوگا۔ جماعت احمدیہ کے مسلمہ علماء اور اہل قلم اصحاب کے مضامین تو ہوں ہی گے۔ خوشی کی بات ہے۔ کہ بعض غیر مذاہب کے معززین نے بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف میں مضامین بھیجے ہیں۔ اور ابھی کئی ایک کی طرف سے مضمون آنے کی توقع ہے۔ خواتین کی طرف سے بھی مضامین آرہے ہیں۔ غرض یہ پرچہ ہر پہلو سے نہایت دلچسپ اور مفید ہوگا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ احباب اس کی اشاعت میں پوری کوشش اور سعی سے حصہ لیں۔ اور خاص کر غیر مسلم لوگوں تک پہنچایا جائے قیمت فی پرچہ ۳ر اور ایک روپیہ کے چھ ہوں گے۔ احباب جس قدر پرچے منگانا چاہیں۔ ان کے متعلق جلد اطلاع دیں۔ کیونکہ پرچہ کی چھپائی شروع ہونے والی ہے۔ قیمت پیشگی آنی چاہیئے۔ یا وی۔ پی کی اجازت دینی چاہیئے

اشتہار دینے والوں کیلئے موقعہ

الفضل کا یہ پرچہ بہت بڑی تعداد میں شائع کیا جائیگا۔ جو کم از کم ایک لاکھ آدمیوں کے مطالعہ میں آئیگا اشتہار دینے والے اصحاب بہت جلد اپنے لئے جگہ ریزرو کرالیں۔ نرخ بہت ارزاں ہے۔ اور اشتہارات کے لئے بہت تھوڑے صفحے مخصوص ہوں گے۔ اشتہار عمدہ خاکہ اور خوبصورت نقش و نگار کے ساتھ شائع کئے جائیں گے۔

مسلمان خواتین کی توجہ کیلئے

جون کے پہلے عشرہ میں الفضل کا ایک خاص پرچہ "خاتم النبیین نمبر" شائع کیا جائے گا۔ جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے متعلق مضامین ہونگے۔ اور آپ کے ان احسانات کا ذکر ہوگا جو آپ نے دنیا پر کئے۔ اس وجود باجود نے فرقہ نسوان پر کم احسان نہیں فرمائے جن کے شکریہ میں خواتین کو چاہیئے۔ کہ مضمون لکھ کر ارسال کریں۔ تاکہ الفضل کے اس پرچہ میں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے اظہار میں شائع کیا جارہا ہے۔ درج کئے جائیں ؛

خواتین ان تمام پہلوؤں میں سے کسی پہلو پر مضمون تحریر فرما سکتی ہیں۔ جو ان کے لحاظ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا سے تعلق رکھتا ہو۔ مضمون ۲۰ مئی تک پہونچ جانا ضروری ہے ؛

(خاکسار ایڈیٹر الفضل)

انجمن احمدیہ لائلپور کا سالانہ جلسہ

۲۷، ۲۸، ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء کو انجمن احمدیہ لائل پور کا سالانہ جلسہ تھا۔ قادیان سے جناب حافظ روشن علی صاحب اور مولوی علی محمد صاحب تشریف لائے۔ اس جلسہ میں حضرت حافظ صاحب نے مندرجہ ذیل مضامین پر چار بصیرت افروز تقریریں فرمائیں۔ حافظ صاحب نے اپنی تقاریر میں حقائق و معارف کے دریا بہا دئے لائل پور کی پبلک آپ کے لیکچروں سے بہت محظوظ ہوئی اور آپکے تبحر علمی کی ازحد مداح ہے۔ چوتھے لیکچر میں حاضری بہت زیادہ تھی۔ اور خاص دلچسپی سے سنا گیا۔

حافظ صاحب کے لیکچروں کے موضوع یہ تھے۔

۱۔ صحابہ کرام کی زندگیوں پر رسول کریم صلعم کی پاک تربیت کا اثر۔
۲۔ ہندو مسلمانوں میں حقیقی اتحاد کیونکر ہوسکتا ہے۔
۳۔ سود کی حرمت کی حقیقت
۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے۔

مولوی علی محمد صاحب اجمیری نے (۱) احسانات رسول کریم صلعم (۲) اسلام و ہندوستان کے دیگر مذاہب پر تقریریں کیں۔ جو بہت مقبول ہوئیں۔

اس کے علاوہ قاضی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل نے اسلام اور دیگر مذاہب میں عورت کی حیثیت پر ایک دلچسپ تقریر کی۔ اور ہندو مذہب پر اسلامی تمدن کے اثر پر شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کا لیکچر پڑھ کر سنایا۔ جس کو سنکر سامعین ازحد محظوظ ہوئے ؛

خاکسار عصمت اللہ بی۔ ایس۔ سی۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل
جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ
لائل پور

اسلام کا ماضی اور حال

(از منشی قاسم علی خاں صاحب رامپوری)

یاد ایام وہ جاں بخش ندائے اسلام
حق طلب سر کو کیا جس نے فدائے اسلام

نہیں امکان بشر مدح و ثنائے اسلام
واہ اسلام خدا واہ خدائے اسلام

تیزیٔ برق طلسم اثر مقناطیس
ہیں کچھ اڑتے ہوئے وہ عکس ادائے اسلام

چشم ظاہر کیلئے بس ہے مثال مہ و خور
رات دن میں یونہی روشن ہے ضیائے اسلام

اے جہاں کیا ہے یہ سچ تجھکو وہ دن یاد نہیں
محو کیا ہوگئے سب مہر و وفائے اسلام

غیر سے خُلق در داری ہو اپنوں سے سلوک
ہے یہی مطلب و مقصود و بنائے اسلام

خیر خواہی نہیں محدود فقط انساں تک
یہی حیواں کو بھی ہر دم ہے صلائے اسلام

اہل اسلام یہ فاتح ہوئے دشمن اس کے
اس سے مفتوح ہوئے پھر وہی لائے اسلام

ہیچ ہیں مال وطن عزت و اولاد عزیز
لاکھ جانیں ہوں تو قربان برائے اسلام

کونسی خوبی ہے ادنیٰ جو نہیں ہے اس میں
کونسی راہ بشر کو ہے سوائے اسلام

نہ ہدایت نہ جہاں میں کوی ایسی تعلیم
جس سے آگے نہو ہر حسن میں پائے اسلام

مفسدہ ڈالا فقط نام کے دینداروں نے
جن کو چھو تک نہ گئی آکے ہوائے اسلام

للہ الحمد بہار آئی خزاں ختم ہوئی
لائی پھر مژدۂ جاں بخش صبائے اسلام

طائر اڑ اڑ کے ہر اک باغ سے پھر آنے لگے
دیکھکر امن و اماں رنگ فضائے اسلام

وہی انسان وہی حیوان چرند اور پرند
پھر اسی طرح سے ہیں نغمہ سرائے اسلام

جس کی آمد سے یہ تجدید ہوئی عالم میں
وہی موعود ہے منادِ ندائے اسلام

قادیانی ہو اگر دل سے غلام احمد کا
بادشاہوں کو بنائے تو گدائے اسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۲۸ء

عید الاضحیٰ پر گائے کی قربانی

یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے۔ کہ ہندو صاحبان جو سارا سال گایوں کا ذبح ہونا گوارا کرتے رہتے ہیں۔ صرف عید الاضحیٰ کے موقعہ پر اس کی مخالفت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر گائے کے ساتھ ان کی محبت اور عقیدت اسی درجہ کو پہنچی ہوئی ہے جس کا اظہار وہ قربانی کے ایام میں مسلمانوں کے مقابلہ پر کرتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ ان کی طرف سے اسی قسم کے جوش و خروش اور زور آزمائی کا مظاہرہ سال کے بقیہ ایام میں نہ ہو۔ جبکہ لاکھوں گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔ مگر ایسا نہیں ہوتا ہندو صاحبان سارا سال نہائت خموشی اور اطمینان کے ساتھ گذار دیتے ہیں۔ مگر جونہی عید الاضحیٰ کی تقریب قریب آتی ہے۔ وہ قربانی گائے کے خلاف آواز اٹھانے لگ جاتے اور اسے اپنے لئے ناقابل برداشت بتانا شروع کر دیتے ہیں

اس سال بھی جوں جوں عید الاضحیٰ قریب آ رہی ہے۔ آریہ اور ہندو اخبارات نے مضامین شائع کرنے شروع کر دئے ہیں۔ چنانچہ "ملاپ" (۸ مئی) اس بارے میں اپنے ایک طویل ایڈیٹوریل مضمون میں لکھتا ہے:-

"گائے کی قربانی کرنے سے ہمارے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہیں"

پھر لکھا ہے:-

"مسلمانوں کے ہمسائے صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ گائے ذبح نہ کی جائے۔ کوئی زیادہ مطالبہ نہیں۔ اور اگر تھوڑی سی فراخ دلی پیدا کی جائے۔ تو اس مطالبہ کے پورا کرنے میں کوئی دقت واقع نہیں ہوگی"

سمجھ میں نہیں آتا۔ گائے کی قربانی کرنے سے ہندوؤں کے دل کیوں ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہیں۔ اور پھر اس کے بند کرنے کا مطالبہ کرنے میں وہ کیونکر حق بجانب ہیں۔ اول تو قربانی کے لئے ذبح کرنے اور عام استعمال کے لئے ذبح کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر گائے کا عام طور پر ذبح کیا جانا گوارا کیا جا رہا ہے۔ اور کیا جاتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ قربانی کے نام سے ذبح کیا جانا گوارا نہ کیا جا سکے۔ دوسرے گائے اگر تقدیس کا درجہ رکھتی ہے۔ تو ہندوؤں کیلئے نہ کہ مسلمانوں کے لئے۔ مسلمانوں کے نزدیک اس کا درجہ وہی ہے۔ جو دوسرے حلال اور طیب جانوروں کا ہے۔ اس کا گوشت استعمال کرنے پر ہندوؤں کو ناراض ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ورنہ یوں تو ہندوؤں میں کئی باتیں ایسی پائی جاتی ہیں جنہیں وہ اپنے مذہبی احکام سمجھتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کے نزدیک وہ ناجائز ہیں۔ کیا ان باتوں پر عمل کرنے سے ہندو اس لئے باز رہ سکتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کے نزدیک گناہ اور نہایت معیوب باتیں ہیں۔ مثلاً ہندو بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ یا آریہ روح اور مادہ کو بھی خدا کی طرح ازلی ابدی قرار دیتے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک یہ دونوں باتیں نہایت ناپسندیدہ ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ وہ ان باتوں کو وجہ عناد و دشمنی بنا لیں۔ اور ہندوؤں کو بزور ان سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح ہندوؤں کے لئے جائز نہیں ہے۔ کہ جس چیز کو وہ ناپسند کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے مسلمانوں کو زیر عتاب لائیں۔ اور اپنی قدرت اور طاقت کے زور سے اس سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔

مگر اس وقت بدقسمتی سے گائے کی قربانی کے معاملہ میں ہندوؤں نے یہی طریق اختیار کر رکھا ہے۔ وہ اس مطالبہ کو بہت معمولی قرار دیتے ہیں۔ اور بغیر مسلمانوں کے اس سے بھی کسی معمولی مطالبہ کو تسلیم کئے منوانا چاہتے ہیں۔ ہندو اگر اتنا ہی مان لیں۔ کہ بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی دنیا کے مصلحین میں سے ایک مصلح تھے۔ اور آپ نے بنی نوع انسان کی اصلاح کے لئے وہ کچھ کیا۔ جو آج تک کسی نے نہیں کیا۔ اور آپ کے خلاف درشت کلامی اور بدزبانی سے باز آ جائیں۔ تو مسلمان ان کی خاطر گائے کی قربانی کو ترک کرنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہندو اس نہایت شریفانہ مطالبہ کی طرف بھی توجہ نہ کریں گے۔ اور اپنی زبانوں کو ناپاک اور دل آزار الفاظ کے استعمال سے روکنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو وہ خود ہی غور کریں۔ مسلمانوں کو ان کے جائز حق اور شریعت کی کھلی اجازت سے روکنے کا انہیں کیا حق ہو سکتا ہے۔

مگر باوجود اس کے ہم مسلمانوں سے کہیں گے۔ کہ چونکہ وہ اس خیر البشر کی امت کہلاتے ہیں۔ جس نے گالیاں دینے والوں کو دعائیں دیں۔ اور قتل کے ارادہ سے آنے والوں کو اپنے اعلیٰ اخلاق سے اپنا غلام بنا لیا۔ اس لئے انھیں بھی چاہیئے۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ اپنے ہندو ہم وطنوں کی دلداری کا خیال رکھیں۔ اور یہ تو کسی جگہ بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ضد میں آ کر گائے کی قربانی پہ اصرار کیا جائے۔ یا قربانی کے جانور کو خاص طور پر نمایاں کریں گے یا اس کا جلوس نکال کر ہندوؤں کے جذبات کو ٹھیس لگائی جائے۔ مسلمانوں کو ہر موقعہ پر اور خاص کر مذہبی فرائض کی ادائیگی میں اپنے اعلیٰ اخلاق اور پوری سنجیدگی کا ثبوت دینا چاہیئے۔ اور جہاں کبھی ہندو صاحبان یہ درخواست کریں۔ کہ گائے کی قربانی نہ کی جائے۔ وہاں ان کی بات کو مان لیا جائے۔ بے شک گائے کی قربانی جائز ہے۔ مگر یہ نہیں۔ کہ اس کے سوا کسی اور جانور کی قربانی نہیں کی جا سکتی۔ اسی طرح بیشک گائے کی قربانی مسلمانوں کیلئے اس فریضہ کی ادائگی کی آسان صورت ہے۔ کیونکہ ایک گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس آسانی کو اگر ہندوؤں کی خاطر قربان کرنا پڑے۔ تو قربان کر دینا چاہیئے۔

پس آنے والی عید پر مسلمانوں کو اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے۔ اور اپنے اعلیٰ اخلاق سے غیر مسلم قلوب کو فتح کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

سندھ کے کاشتکاروں کی تباہ حالی

پنجاب کے زمینداروں کے ذمہ ساہوکاروں کا کروڑہا روپیہ قرض ہے۔ اور اگر حکومت بروقت قانون انتقال اراضی نافذ نہ کرتی۔ تو آج زمینداروں کی ایک کثیر جماعت اپنی غیر منقولہ جائداد سے ہاتھ دھو کر نہ معلوم کہاں خانہ بدوش ہو کر چلی جاتی۔ سندھ میں چونکہ یہ قانون نافذ نہیں۔ اس لئے وہاں کے کاشتکار جن کی اکثریت مسلمان ہے۔ سخت نقصان اٹھا رہے ہیں۔ اور سود در سود کے لامتناہی سلسلہ کے ذریعہ بہت بُری طرح برباد ہو رہے ہیں۔ زمینیں ان کے ہاتھ سے نکل کر سود خور بنیوں کے قبضہ میں جا رہی ہیں۔ چنانچہ ۱۹۰۵ء سے ۱۹۲۵ء تک بیس سال کے عرصہ میں پانچ لاکھ ایکڑ کے قریب اراضی کاشتکاروں کے ہاتھ سے نکل کر غیر کاشتکار ساہوکاروں کے قبضہ میں جا چکی ہے۔

حکومت نے ۱۹۲۶ء میں ایک افسر کو اس امر کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا تھا۔ کہ سندھ میں پنجاب کے قانون انتقال اراضی کی طرح کسی قانون کا نفاذ ممکن ہے یا نہیں۔ اب افسر مذکور نے اپنی رپورٹ میں ایسے قانون کی ترویج کو ضروری قرار دیتے ہوئے حکومت سے پُرزور سفارش کی ہے۔ کہ ایسا قانون نافذ کرے۔ مگر نہایت ہی افسوس کی

کی بات ہے۔ کہ ہندوؤں نے حسب توقع اور حسب معمول اس کے خلاف بھی شور مچانا شروع کر دیا ہے۔ اور ہندو سبھائی ہی نہیں۔ بلکہ کانگریس اور قومیت کے مدعی لیڈر بھی اس مخالفت میں عام ہندوؤں کے شریک ہو گئے ہیں ہندوؤں سے تو یہی توقع تھی۔ مگر حکومت کا فرض ہے کہ غریب زمینداروں کو پامالی سے بچانے کے لئے ضرور مناسب انتظام کرے۔ اور ہندوؤں کے خود غرضانہ شور و شر سے ہرگز متاثر نہ ہو۔ اگر اس قانون کے نفاذ میں مزید تاخیر سے کام لیا گیا۔ تو کاشتکاروں کی تباہی یقینی ہو جائیگی

مسلمانوں کی مسلمہ فراخدلی

بنی نوع انسان سے محبت مظلوم کی حمایت۔ اور بے کسوں سے ہمدردی کے احکامات سے اسلام کی تعلیم لبریز ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس زندگی میں اس قسم کی بے شمار امثلہ موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی مسلمانوں کے اندر ہندوؤں کی نسبت ہمدردی کے جذبات زیادہ پائے جاتے ہیں

متعدد مقامات پر ہندو مسلمانوں پر حملے کر کے ان کی جان و مال کی تباہی کا باعث ہوئے۔ ابھی پچھلے دنوں مسلمانان ادل پر جو تباہی خیز اور منظم حملہ کیا گیا۔ اس کی یاد برسوں فراموش نہ ہوگی۔ مگر مقام افسوس ہے۔ کہ ہندو بجائے ظالموں کے خلاف آواز اٹھانے اور مظلومین کی امداد کرنے کے مسلمانوں کو ہی مطعون اور اپنے بھائیوں کو حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اس کے برعکس مسلمانوں کی فراخدلی کا یہ عالم ہے۔ کہ عبدالرشید کے جنازہ کے دن جو فرقہ دارانہ فساد دہلی میں رونما ہوا۔ اس میں جن ہندوؤں کو نقصان پہونچا۔ ان کی امداد کے لئے مسلمانوں نے ایک ہزار روپیہ فراہم کر کے دیا۔ جسے ڈپٹی کمشنر صاحب دہلی نے ہندوؤں میں تقسیم کر دیا۔ اس خبر کو ملاپ (۱۰ مئی) نے بھی "عبدالرشید کے بھائیوں کی فراخدلی" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ اگر ہندو بھی یہی رویہ اختیار کریں۔ اور مسلمان مصیبت زدوں کے لئے یہی نمونہ پیش کریں۔ تو ملک میں قیام امن کے لئے یہ بہت ممد ہو سکتا ہے۔

ہندو اور پراتھنا

بھائی پرمانند صاحب نے پشاور کے ایک جلسہ میں ہندوؤں کو مخاطب کر کے کہا۔

"آپ تمام اگر کوئی اور قربانی نہیں کر سکتے۔ تو ہر روز صبح پانچ دس منٹ کے لئے پرماتما سے پرارتھنا کریں۔ کہ دکھ دور ہوں۔ مجھے امید ہے۔ کہ اگر تمام ہندو صرف یہی حربہ اختیار کریں۔ تو قوم کے دکھ ضرور دور ہو جائیں۔"

(ملاپ ۵ مئی)

بے شک بھائی جی کا یہ فرمان صحیح ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب ہندوؤں کے نزدیک انسان کے تمام دکھ اس کے پچھلے کرموں کے نتیجہ میں ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ ان کو معاف نہیں کر سکتا۔ اور انسان کو اپنے گناہوں کی پوری پوری سزا بھگتنی ہی پڑتی ہے۔ تو ان کی اس تقریر اور ہندوؤں کے مذہبی عقیدہ کی تطبیق کی کیا صورت ہوگی۔

تاہم ہمیں خوشی ہے۔ کہ ہندوؤں میں یہ مبارک خیال یعنی دعا کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔

دراصل دعا ایک ایسا جذبہ ہے۔ جو فطرت میں رکھا گیا ہے۔ انسان فطرتاً تکلیف اور دکھ کے وقت ایک اعلیٰ ہستی کی طرف جھک جاتا۔ اور اس سے اپنی مشکلات کا حل چاہتا ہے مگر اس جذبہ کو صرف اسلام نے خاص اہمیت دی ہے۔ اور دعا کو عبادت کا مغز بتایا ہے

اصلاحات سرحد اور تصفیہ حقوق

ہندوؤں کے متعلق ہمیں یہ شکایت ہمیشہ رہی ہے۔ کہ وہ کسی اصل کے پابند نہیں ہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے اگر کوئی بات تصفیہ حقوق کے لئے پیش کی جاتی ہے۔ تو وہ اسے قومیت متحدہ کے منافی قرار دیکر مطعون کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مگر وقت آنے پر خود وہی بات نہایت شد و مد سے پیش کر دیتے ہیں۔ اور اپنے سابقہ طرز عمل کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے جب یہ تحریک پیش کی گئی۔ کہ اگر ہندو چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان بھی سوراجیہ کے حصول کے لئے ان کے مرتبہ پروگرام پر عمل کریں۔ تو پہلے اس امر کی وضاحت ہو جانی چاہیئے۔ کہ حصول سوراج کے بعد ان کی پوزیشن کیا ہوگی۔ اور ان کی اقلیت کے حقوق کس طرح محفوظ کئے جائینگے اور نظام حکومت میں ان کو کہاں تک حصہ دیا جائیگا مگر ہندوؤں کے قومی راہنماؤں نے اس تحریک کے خلاف شور و شر سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ اور اس کو "سودا کرنا" قرار دیا گیا۔ اور اس مطالبہ کو اس امر کی دلیل ٹھرایا گیا کہ ہندوستان کی غلامی کا باعث زیادہ تر مسلمان ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ آج یہی اصول ہندوؤں کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ بقول ملاپ ۵ مئی "سیچ کرم ویر بھائی پرمانند جی" نے پشاور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"آپ (ہندو) سرحد کے مسلمانوں کے ساتھ مل کر فیصلہ کر لیں۔ کہ وہ آپ کو کیا حقوق دینے کو تیار ہیں۔ اور آپ کی رکھشا کیسے کریں گے ..... میں اصلاحات کے مخالف نہیں ہوں۔ میں مسلمان برادران سے عرض کرتا ہوں کہ اپنے ہندو بھائیوں سے مل کر فیصلہ کر لیں۔ اور ان کی حفاظت کا ان کو پورا پورا وشواش دلائیں۔"

کیا یہ بالکل وہی بات نہیں۔ جس کو پیش کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو مطعون کیا جاتا تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ ہندو پریس بھائی جی کی اس تقریر کے متعلق کیا کہتا ہے۔

"آریہ گزٹ" کی الٹی منطق

معاصر منادی دہلی نے اپنی ایک گذشتہ اشاعت میں لکھا تھا۔ کہ متھرا میں ایک بد باطن آریہ نے ایک نہایت ہی شر آمیز رسالہ ہندی میں تصنیف کر کے "محمد کی غیبی دل لگی کا پٹارہ" کے نام سے شائع کیا ہے۔ جس میں اپنی مخصوص تہذیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر دل آزار حملے کئے ہیں شرافت و تہذیب کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ ہندو جرائد اس کے خلاف آواز اٹھاتے۔ مگر نہیں۔ آریہ گزٹ (۱۲ مئی) نے اس پر بھی مسلمانوں کو ہی الزام دینے کا پہلو تلاش کر لیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"ایسی کتابوں کے پڑھنے کا شوق لوگوں کے دلوں میں مسلمانوں کے اخبارات کے شور سے ہی پیدا ہوتا ہے۔"

پھر آپ ناصحانہ انداز میں فرماتے ہیں:-

"جتنی ایسی کتابوں کے پرچار کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اتنا ہی ان کا زیادہ پرچار ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے معاملات میں چپ رہنا ہی دانشمندی ہے۔"

گویا مسلمان اخبارات کا آریہ فتنہ پردازوں کے خلاف آواز اٹھانا بھی آپ کی طبع نازک پر گراں گذر رہا ہے۔ اور آپ اپنے بد تہذیب مصنفین کو درس تہذیب و شرافت دینے کی بجائے مسلمانوں کو ہی "چپ رہنا ہی دانشمندی ہے" کا زرین اصل سکھا رہے ہیں۔ مطلب یہ کہ آریہ تو جو چاہیں واہی تباہی بکتے رہیں۔ مگر مسلمانوں کی خیر اسی میں ہے کہ وہ اس کے خلاف حرف شکایت بھی زبان پر نہ لائیں۔

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

جیسا کروگے ویسا بھروگے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۱ مئی ۱۹۲۸ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

عربی کی ایک مثل

ہے۔ کما تدین تدان - کہ جس طرح تم کسی سے معاملہ کروگے۔ تمہارے ساتھ بھی اسی طرح کیا جائے گا۔ یہ مثل درحقیقت بہت سی روحانی باتوں پر مشتمل ہے۔ اور ایسے منہ سے نکلی ہوئی ہے جس کے پیچھے ایک

سوچنے والا دماغ

اور ایک غور کرنے والی طبیعت تھی۔ تمام قانون قدرت میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انسان کے اعمال عجیب پیرایہ میں اس کے گرد چکر لگاتے پھرتے ہیں۔ وہ بظاہر اس کے ساتھ وابستہ بھی نہیں ہوتے۔ مگر اس سے جدا بھی نہیں ہوتے۔ ان کی مثل پرندہ کی اور سدھے ہوئے پرندہ کی طرح ہوتی ہے۔ جس طرح

سدھا ہوا پرندہ

انسان سے جدا ہوتا ہے۔ اور بظاہر جدا نظر آتا ہے۔ لیکن آقا کی آواز پر پھر اس کے پاس آجاتا ہے۔ اسی طرح انسان کے اعمال کی حالت ہوتی ہے۔ لوگ باز اور شکرے پالتے ہیں۔ اور ان کو شکار کے پیچھے چھوڑتے ہیں۔ پھر انہیں آواز دیتے ہیں۔ تو وہ ان کے پاس آجاتے ہیں۔ کبوتروں کو لوگ پالتے ہیں کبوتر اڑ کر دور نکل جاتے ہیں۔ پھر جب آقا آواز دیتا ہے۔ تو اس کے پاس آجاتے ہیں۔ پس جس طرح پرندہ ایک قسم کی وحشت بھی رکھتا ہے۔ اور باوجود اس کے انسان کے ساتھ ایک قسم کا اتحاد بھی رکھتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح

انسان کے اعمال

کی حالت ہے۔ حیوانوں کو بھی لوگ پالتے ہیں۔ بلی۔ کتے اور دوسرے چوپاؤں میں یہ مادہ ہے۔ کہ ان کی وحشت بڑی حد تک دور ہو جاتی ہے۔ ایک شخص کتا پالتا ہے۔ کتا بھی اس سے جدا ہوتا ہے۔ مگر وہ جدا ہونا ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسے بیٹا باپ سے جدا ہوتا ہے۔ لیکن پرندوں میں وحشت باقی رہتی ہے۔ وہ کبھی چوپاؤں کی طرح ہل نہیں سکتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عربی زبان میں اور قرآن میں اس محاورہ کو استعمال کیا گیا ہے۔ کہ انسان کے اعمال کو طائر کہا گیا ہے۔ بعض نے اس کے متعلق سمجھا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جو عمل انسان کرتا ہے۔ وہ اڑ جاتا ہے۔ اس لئے انسانی اعمال کو طائر کہا گیا ہے۔ مگر میرے نزدیک یہ غلط ہے۔ اگر انسان جو عمل کرے۔ وہ اڑ جائے۔ تو اس میں اس کا کیا حرج ہے۔ اس طرح تو وہ فائدہ میں رہیگا۔ کہ کسی بات کے متعلق اس سے بازپرس نہ ہوگی۔ میرے نزدیک اس سے مراد یہ ہے۔ کہ انسان کے اعمال میں بھی

ایک قسم کی وحشت

پائی جاتی ہے۔ عمل اڑتا ہے۔ مگر آواز پر پھر آجاتا ہے۔ ایک انسان جب اپنے گذشتہ اعمال سے توبہ کرتا ہے۔ اپنی بداعمالیوں پر اظہار ندامت کرتا ہے۔ آئندہ کے لئے ان سے بچنے کا عہد کرتا ہے۔ تو وہ اعمال اس سے جدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن دو۔ چار۔ دس بیس سال تک توبہ پر وہ قائم رہتا ہے۔ اور پھر اس پر ابتلا آجاتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ یہ نافرمانی آواز ہوتی ہے۔ جس پر اس کے وہ پہلے اعمال پھر اس کے پاس آجاتے اور اس کے

نامۂ اعمال

میں لکھے جاتے ہیں۔ یہی نہیں۔ کہ توبہ توڑنے کے بعد جو اعمال کریگا وہ اس کے نام لکھے جائیں گے۔ بلکہ توبہ کرتے وقت جو اعمال اس نے کئے تھے۔ وہ بھی لکھے جائیں گے۔ مثلاً ایک شخص ۲۰ سال کی عمر میں مسلمان ہوتا ہے۔ اور ۵۰ سال کی عمر تک مسلمان رہتا ہے اس کے بعد کافر ہو جاتا ہے۔ تو اس کے نام وہ اعمال بھی لکھے جائینگے جو اس نے مسلمان ہونے سے پہلے کئے تھے۔ کیونکہ جب اس نے اپنے کفر سے اعمال کو بلایا۔ تو وہ فوراً اس کے پاس جمع ہو گئے۔ جیسے کبوتروں کو جب آواز دیتے ہیں۔ تو سارے جمع ہو جاتے ہیں یہی حال اعمال کا ہوتا ہے۔ ایک شخص ۴۰۔۵۰ سال مومن رہتا ہے پھر اسے ٹھوکر لگتی ہے۔ اور کافر ہو جاتا ہے۔ تو یہی نہیں۔ کہ اس کے مومن ہونے کی حالت کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ اگر وہ اپنی زندگی کے آخری سال کافر ہو جاتا ہے۔ تو وہ کافر ہی سمجھا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی ساری عمر کافر رہتا ہے۔ لیکن زندگی کے آخری سال میں مسلمان ہو جاتا ہے۔ تو وہ مومن سمجھا جائے گا۔

غرض اعمال خواہ بد ہوں۔ یا نیک ان کی مثال سدھے ہوئے پرندہ کی سی ہوتی ہے۔ جو اڑ کر دور چلا جاتا ہے۔ مگر پھر آواز دینے پر پاس آجاتا ہے اسی طرح اعمال خواہ بد ہوں یا نیک۔ انسان کے تغیر کے ساتھ اڑ جاتے ہیں۔ اور تغیر کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں۔ اگر

کفر کے پرندے

ہوں۔ تو جب کوئی شخص کفر کی آواز اٹھاتا ہے۔ وہ اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ اور اگر

ایمان کے پرندے

ہوں۔ تو جب ایمان کی آواز اٹھاتا ہے۔ اس کے پاس آجاتے ہیں۔ پس اعمال انسانی انسان کے گرد چکر لگاتے رہتے ہیں اور عجیب عجیب اثرات ظاہر کرتے ہیں۔ ان کی مثال جنات کی سمجھو پرندہ بھی جنات میں سے ہے۔ کیونکہ چھوٹا ہوتا ہے۔ اور اڑتے ہوئے جب دور چلا جائے۔ تو نظر نہیں آتا۔ جن کے اثرات غیر معلوم طور پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ ماں باپ جھوٹ بولتے ہیں آگے ان کی اولاد جھوٹ بولنے لگ جاتی ہے۔ لوگ اپنی اولاد کو جھوٹ سکھاتے نہیں۔ بلکہ جھوٹ بولنے سے روکتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے بچے جھوٹ بولنا سیکھ لیتے ہیں۔ کیونکہ انسانوں کو ان کے اعمال چاروں طرف سے گھیرے ہوتے ہیں۔ اور ان کے اثرات ان کے بچوں پر بھی پڑتے ہیں۔ جو ماں باپ چوری کرتے ہیں۔ ان کے بچوں میں بھی چوری کرنے کی عادت پائی جاتی ہے وہ ماں باپ جو گالی گلوچ کرتے ہیں۔ ان کے بچے بھی گالیاں دینے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ ایک

گندی گالیاں دینے والا

کہتا ہے۔ میں نے فلاں کی خوب خبر لی۔ حالانکہ جسے گالیاں دیتا ہے۔ اسے پتہ بھی نہیں ہوتا۔ کہ کیا کہا گیا۔ اور اگر سامنے ہوتا ہے تو بھی اس کا کیا بگڑ جاتا ہے۔ مگر گالیاں دینے والا اپنے آپ کو ذبح کر لیتا ہے۔ کیونکہ اس کی اولاد میں بدزبانی کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی طرح وہ شخص جو کسی کی غیبت کر رہا ہوتا ہے سمجھتا ہے۔ اسے نقصان پہونچا رہا ہے۔ مگر اسے نقصان نہیں پہونچاتا بلکہ اپنے آپ کو نقصان پہونچاتا ہے۔ اس کے رشتہ دار جو اس کے پاس بیٹھے غیبت سنتے ہیں۔ وہ اس کی غیبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ بچے جب دیکھتے ہیں۔ کہ ان کے باپ دادا یا بھائی نے کسی کی غیبت کی۔ تو وہ سمجھتے ہیں۔ یہ اچھی بات ہی ہوگی تبھی کی گئی ہے۔ اور پھر وہ اسی کی غیبت شروع کر دیتے ہیں پس انسان کے اعمال مرنے کے بعد جو بدلہ دینگے۔ وہ تو دینگے ہی اس دنیا میں بھی دے رہے ہیں۔ اور ان کی

بعض چوٹیں

ایسی سخت پڑتی ہیں۔ کہ خود انسان ان کو برداشت نہیں کر سکتا پھر اس کے بچوں۔ رشتہ داروں اور بیوی پر ان کے اثرات پڑتے ہیں۔ ادھر تو یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ اگر کوئی جھوٹ بولتا ہے۔ تو اس کی اولاد جھوٹ بولنے لگ جاتی ہے۔ اگر کوئی گالیاں دیتا ہے

تو اس کی اولاد گالیاں دینے کی عادی ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی فتنہ پردازی کرتا ہے۔ تو اس کی اولاد فتنہ انگیز ہو جاتی ہے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کا اس سے ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے اگر کوئی شخص لوگوں پر غضب کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ایسا ہی معاملہ کرتا ہے۔ انجیل میں

حضرت مسیح ناصری کا قول

آتا ہے۔ حدیثوں میں بھی اس کا ذکر ہے۔ مگر میں انجیل کا قول اس لئے نقل کرتا ہوں۔ کہ ایک تو وہ پہلے کی ہے۔ اور دوسرے یہ کہ وہ ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتی ہے۔ جو مسلمان نہیں ہے اور میرا یہ وعظ مسلمانوں کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ دوسروں کے لئے بھی ہے۔ عیسائی کوئی اسلامی کلام نہ مانینگے۔ مگر انجیل کا قول ان پر بھی حجت ہوگا۔ تو انجیل میں آتا ہے۔ حضرت مسیح کہتے ہیں خدا تعالیٰ کہیگا:۔

"اے ملعونو میرے سامنے سے اس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ۔ جو ابلیس اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ کیونکہ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ پیاسا تھا۔ تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔ پردیسی تھا۔ تم نے مجھے گھر میں نہ اُتارا۔ ننگا تھا۔ تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا۔ بیمار اور قید میں تھا۔ تم نے میری خبر نہ لی۔ تب وہ بھی جواب میں کہیں گے۔ اے خداوند ہم نے کب تجھے بھوکا یا پیاسا یا پردیسی یا ننگا یا بیمار یا قید میں دیکھ کر تیری خدمت نہ کی۔ اس وقت وہ ان سے جواب میں کہیگا میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ چونکہ تم نے ان سب چھوٹوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ نہ کیا۔ اس لئے میرے ساتھ نہ کیا۔"

(متی باب ۲۵)

گویا جو سلوک دنیا میں لوگوں سے انہوں نے کیا ہوگا۔ ویسا ہی خدا ان سے کرے گا۔ اور

قیامت کے دن

پر کیا موقوف ہے۔ اس دنیا میں ہی کرتا ہے پس انسان کے اعمال کا ادھر تو یہ اثر ہوتا ہے۔ کہ جو لوگ اس کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ وہ وہی باتیں سیکھ لیتے ہیں۔ حالانکہ کوئی یہ نہیں چاہتا۔ کہ جو بُرے اعمال وہ کرتا ہو۔ وہ اس کی اولاد سیکھ لے۔ چور خود چوری کرتے ہیں۔ مگر ان کی کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ ان کی اولاد چوری نہ کرے۔ ڈاکو خود ڈاکے ڈالتے ہیں۔ مگر کبھی نہیں سنا کہ وہ اپنے بیٹوں کو اس کام میں شامل کریں۔ وہ اوروں کو اپنے ساتھی بناتے اور اس فعل پر مائل کرتے ہیں۔ مگر اپنی اولاد کے متعلق یہی چاہتے ہیں۔ کہ وہ ایسا نہ کرے۔ گو یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اعمال کی خرابی کی وجہ سے خود ایسے کاموں میں شامل ہو جائیں۔ تو بچے خود بخود ماں باپ کی باتوں کی نقل کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ تو

انسانی اعمال کا اثر

نچلے لوگوں پر ہوتا ہے۔ اور جو اوپر والی ہستی ہے۔ اس پر یہ اثر ہوتا ہے۔ کہ جیسا کوئی لوگوں سے معاملہ کرتا ہے۔ ویسا ہی خدا اس سے معاملہ کرتا ہے۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ بعض جو اخلاقی جرم ہیں۔ ان کے معاملہ میں خدا کیا سلوک کرتا ہے مثلاً چور چوری کرتا ہے۔ اس کے متعلق خدا کیا کرے گا۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ خدا ایسے افعال کا مرتکب نہیں ہوتا۔ مگر ہر اخلاقی جرم کے مقابلہ میں

اخلاقی سزا

ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ چور سے معاملہ کرتے ہوئے چوری تو نہ کریگا لیکن اسے یہ سزا دیگا۔ کہ اس کا مال و اسباب غیر معلوم طور پر ضائع ہوتا چلا جائیگا۔ اور اس میں برکت نہیں ہوگی۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اپنے وطن کی

ایک عورت کا ذکر

کرتے۔ کہ اس کا خاوند باہر ملازمت پر تھا۔ اور اس کے پاس کافی زیور تھا۔ ایک ہزار کی مالیت کے کپڑے ہی تھے۔ ایک چور نے وہ اتار لئے۔ عورت نے اگرچہ کوشش کی۔ کہ چور کا مقابلہ کرے۔ مگر کپڑے نہ بچا سکی۔ البتہ اس نے چور کی شکل پہچان لی۔ اس وقت رواج تھا کہ عورتیں خواہ امیر ہوں یا غریب۔ اپنے مکان کے پاس گلی میں بیٹھ کر چرخہ کاتتی تھیں اور اس طرح اپنے استعمال کے لئے کپڑا تیار کرتی تھیں۔ اب یہ رواج عموماً متروک ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس سے زیادہ مفید کام نکل آئے ہیں۔ وہ عورت گلی میں بیٹھی چرخہ کات رہی تھی۔ کہ چور ادھر سے گذرا۔ عورت نے اسے پہچان لیا۔ چور اُسے دیکھ کر بھاگنے لگا۔ تو اس نے کہا کہ میں تمہیں پکڑ والی نہیں۔ بلکہ ایک بات کہنا چاہتی ہوں۔ تم میری بات سن لو۔ جب وہ قریب آیا۔ تو اس نے کہا۔ تو میرے ہزار کے کپڑے لے گیا تھا۔ اور مجھے کنگال کر گیا تھا۔ مگر تیرے پاس اب بھی وہی لنگوٹی ہے۔ جو پہلے تھی۔ اور میرے پاس پھر ویسے ہی کپڑے موجود ہیں۔

غرض چوروں اور ڈاکوؤں کو دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ کبھی وہ خوشحال نہیں ہوتے۔ دراصل جو دوسروں کا مال لیتا ہے اور جسے اپنی جان کا خطرہ ہوتا ہے۔ وہ

جان بچانے کے لئے

اسے خرچ کرتا ہے۔ اور یوں بھی ضائع کر دیتا ہے۔ اگر وہ محنت کر کے کماتا۔ تو اپنی جان کے آرام کے لئے خرچ کرتا۔ لیکن جب چوری کرتا ہے۔ تو جان بچانے کے لئے اسے خرچ کرنا پڑتا ہے۔

پس بے شک اللہ تعالیٰ

چور کو سزا

دینے کے لئے چوری نہیں کرتا۔ مگر چور پر ایسے اسباب مسلط کر دیتا ہے۔ کہ اس کا مال اسی طرح اس کے ہاتھ سے چلا جاتا ہے جس طرح دوسروں کا مال چوری کے ذریعہ وہ لے جاتا ہے

سورۃ فاتحہ

میں خدا تعالیٰ نے جو وَلَا الضَّآلِّیْنَ فرمایا ہے۔ یہ ایسے ہی نتائج کے لئے فرمایا ہے۔ یہود میں غصہ زیادہ تھا۔ کیونکہ ان کو تعلیم دی گئی تھی۔ کہ

"تیری آنکھ مروت نہ کرے۔ کہ جان کا بدلہ جان۔ آنکھ کا بدلہ آنکھ۔ دانت کا بدلہ دانت۔ ہاتھ کا بدلہ ہاتھ اور پاؤں کا بدلہ پاؤں ہوگا۔" (استثنا باب ۱۹)

اور کہا گیا تھا۔ "توڑنے کے بدلے توڑنا۔ آنکھ کے بدلے آنکھ۔ دانت کے بدلے دانت جیسا کوئی کسی کا نقصان کرے اس سے ویسا ہی کیا جائے۔" (استثنا باب ۲۴)

اس میں چونکہ یہود بہت بڑھ گئے تھے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ان کا نام مغضوب رکھا۔ مطلب یہ کہ جس طرح تم دوسروں پر غضب کرتے ہو۔ اسی طرح تم پر بھی

غضب ہی غضب

نازل ہوگا۔ ان کے مقابلہ میں عیسائیوں نے محبت کی غلط تعلیم دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ضَالّ ہو گئے۔ انہوں نے محبت اور ہمدردی میں غلو کیا جس طرح یہود نے غضب میں غلو کیا تھا اسی طرح عیسائیوں نے

محبت میں غلو

کیا۔ اور کہا۔

"شریر کا مقابلہ نہ کرنا۔ بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے۔ دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔ اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کرتا لینا چاہے۔ تو چوغہ بھی اسے لے لینے دے۔ اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے۔ اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔" (متی باب ۵)

پس چونکہ عیسائیوں نے محبت میں غلو کیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا جائیگا۔ کہ ایسے سامان پیدا کر دئے جائیں گے۔ کہ

محبت کا غلو

ہی تمہیں تباہ کر دے گا۔ تمہاری قوم ایسی عیاشیوں اور بدکاریوں میں مبتلا ہو جائیگی۔ جو محبت میں غلو کرنے کے نتائج میں حاصل ہوتی ہیں۔ اور پھر وہی باتیں تباہی کا باعث ہو جائینگی۔ جس طرح یہود اپنے اندر غضب پیدا کر کے بیرونی حکومتوں کے غضب کے نیچے آگئے۔ اور اس طرح تباہ ہو گئے اسی طرح تم اپنے اندر محبت میں غلو کر کے خود اپنی تباہی کا موجب ہو گے۔ یہود نے غضب اختیار کیا۔ تو بیرونی قوموں نے انہیں تباہ کر دیا۔ عیسائیوں

نے محبت میں غلو کیا۔ تو وہ ضلالت میں جا پڑے۔ اور ان کے اندر سے ہی

تباہی کے سامان

خداتعالےٰ نے پیدا کر دیئے۔ وہی نظام جس کا نام ترقی کے سامان رکھا جاتا ہے۔ وہی ان کی تباہی کا موجب ہو گیا۔ اور وہ عمارت اپنے اندر کے نقص سے ہی ٹوٹ گئی۔

تو غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

میں پیشگوئی کی گئی تھی۔ کوئی کہے۔ یہود تو اس سورہ کے نازل ہونے سے قبل تباہ ہو چکے تھے۔ ان کے متعلق یہ کس طرح پیشگوئی ہوئی۔ اس کے متعلق میں کہونگا۔ کہ بے شک وہ یہود تباہ ہو چکے تھے۔ لیکن چونکہ

مثیل یہود

پیدا ہونے والے تھے۔ ان کے لئے پیشگوئی ہے۔ جو لوگ

غضب کا رستہ

اختیار کرنے والے تھے۔ اور یہ کہنے والے تھے۔ کہ جو قابو میں آجائے۔ اُسے پیس ڈالو۔ ان پر خداتعالےٰ جابر اور ظالم بادشاہوں کو متعزز کر دے گا۔ اور اس طرح وہ تباہ ہو جائیں گے۔ اور جنہوں نے ناجائز محبت اختیار کی۔ اور اس میں غلو کیا۔ ان پر محبت ہی الٹ پڑے گی۔ اور اپنی قوم ہی انہیں تباہ کر دے گی۔ پس سورہ فاتحہ میں ایک

بہت بڑی پیشگوئی

ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ایک طرف تو مسلمانوں پر غیروں کو مسلط کر دیا جائیگا۔ اور اس طرح ان کی تباہی کے سامان پیدا ہو جائیں گے۔ اور دوسری طرف عیسائیوں کے لئے یہ سامان کیا جائیگا۔ کہ وہ آپس میں لڑ کر تباہ ہونگے۔ ملکی فسادوں اور رعایا کی شورشوں سے ان کا تنزل ہوگا۔ چنانچہ اس کے اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہی سٹرائیکیں جن کے متعلق کہتے تھے۔ کہ ان کے کرنے کا لوگوں کو حق ہے۔ وہی ان کی تباہی کا باعث بن رہی ہیں۔ وہ کہتے تھے۔ عورتوں پر کیوں کسی قسم کی پابندی عائد کی جائے۔ ان کو ہر طرح آزادی دینی چاہیئے۔ اب وہی حد سے بڑھی ہوئی آزادی تباہی کا باعث بن رہی ہے۔ غرض انہوں نے تقوےٰ کو چھوڑ کر محبت کو بہت وسیع کر دیا۔ اور وہی ان کی تباہی کا موجب بن گئی۔

پس غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ میں یہ بتایا گیا کہ ایک قوم ہوگی۔ جو

غیروں کے حملوں سے

تباہ ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور دوسری قوم جو ضال ہو گی۔ اس کے اندر سے اس کی تباہی کے سامان پیدا ہونگے۔ یہ بھی پیدا ہو چکے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی پیشگوئی ہے۔ اور اس کا فائدہ یہ ہے۔ جو قرآن نے ہی بیان کر دیا ہے۔ کہ اهدنا الصراط المستقیم جو کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ وہ اس طریق پر چلیں۔ کہ نہ تو وہ دوسروں پر غضب کریں۔ اور انہیں پیسنے اور کچلنے لگ جائیں۔ اور نہ ہی ان میں یہ مادہ پیدا ہو۔ کہ خداتعالےٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی ناجائز محبت میں پڑ جائیں۔ ہر ناجائز محبت میں دوسروں کا حق تلف ہوتا ہے۔ ایک کے ساتھ اگر کوئی ناجائز رعایت کی جائے۔ تو اس میں کسی اور کی ضرور حق تلفی ہوتی ہے کیونکہ انسان میں یہ تو قدرت نہیں ہے۔ کہ کوئی نئی چیز پیدا کر کے کسی کو دے سکے۔ یہ خداتعالےٰ ہی کی صفت ہے۔ اور خداتعالےٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہوتا ہے۔ اس پر کسی نہ کسی کا حق ہوتا ہے پس اس آیت میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ نہ تو تم غضب سے کام لو۔ ورنہ تم پر بھی غضب کیا جائے گا۔ اور نہ کسی کی ناجائز رعایت کرو۔ ورنہ وہی رعایت الٹ کر تم پر پڑے گی۔ اور تمہاری تباہی کا موجب ہو جائیگی۔ بلکہ

درمیانی رستہ

اختیار کرو۔ وہ درمیانی رستہ وہی ہے۔ جو سورہٗ فاتحہ میں بتایا گیا ہے۔ اور جسے مومن ہر روز کئی بار پڑھتا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ بہت کم لوگ ہیں۔ جو اس پر عمل کرتے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خداتعالےٰ ہماری جماعت کے لوگوں کو توفیق دے۔ کہ ان کی

طبائع قرآن کریم کے ماتحت

ہوں۔ وہ محبت میں بھی حد سے نہ بڑھیں۔ اور غضب میں بھی حد سے نہ بڑھیں۔ بلکہ خداتعالےٰ کے فضل سے درمیانی رستہ پر چلنے والے ہوں۔

بن ماں کے بچے

(۱)

”مجھے بھول جانا۔ مگر میرے فصیح اور میری فرحت کو نہ بھولنا“ یہ وہ الفاظ تھے۔ جو میری پیاری بیوی نے بستر مرگ پر پڑے اس وقت کہے۔ جبکہ گہری غنودگی کے بعد یک لخت ہوش میں آکر اس نے اپنی دونوں آنکھیں جو روحانی نور سے منور اور قلبی اطمینان سے پرسکون تھیں میرے چہرہ پر جما دیں۔ میں یہ سُن کر اور یہ سمجھ کر کہ وہ غمناک وقت آن پہونچا۔ جس کا کئی دن سے دن رات دھڑکا لگا ہوا تھا۔ فرط غم کے باعث نہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ بلکہ کچھ دیکھ بھی نہ سکا۔ کیونکہ آنسوؤں کی چادر نے میری بینائی کے آگے پردہ حائل کر دیا۔ اور میں بے اختیار ہو کر فرش زمین پر گر پڑا۔ جب میں ہوش میں آیا۔ تو دیکھا کہ میری جاں نثار بیوی نے اپنے مالک حقیقی کی طرف سے بلاوا آنے پر اگرچہ اپنی جان جان آفرین کو سونپ دی ہے۔ مگر مجھے اس وقت بھی نہیں بھلایا ہو میرا دل بہلانے کے خیال سے اپنا خاکی جسم میرے لئے چھوڑتی گئی ہے۔ مگر آہ! میں اتنا بھی تو نہ کر سکا۔ اس آخری نشانی کو بحفاظت اپنے پاس رکھ سکتا۔ میں نے خود اسے کھو دیا۔ اور اپنے ہاتھوں منوں مٹی کے نیچے دبا دیا۔

(۲)

ہوش آنے کے بعد سب سے پہلی چیز جو میرے ذہن میں آئی۔ وہ مرحومہ کے وہی آخری الفاظ تھے۔ جنہیں سن کر میرے ہوش و حواس بجا نہ رہے تھے۔ اور میں نے صمیم قلب سے اقرار کیا۔ کہ ان کو اپنے لئے پتھر کی لکیر سمجھونگا۔ فصیح اور فرحت کی نازبرداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرونگا۔ اور اپنے آرام و آسائش کو ان کے لئے قربان کر دونگا۔

(۳)

فرحت کی عمر تین سال کی اور فصیح کی صرف ایک سال کی تھی۔ ابتدا میں تو قریبی رشتہ دار خواتین نے ان کی غور و پرداخت میں حصہ لیا۔ مگر تابکے۔ ہر ایک کے ساتھ اپنے گھر کے دھندے اور اپنے بال بچوں کی پرورش کے فرائض لگے ہوئے تھے۔ ایک ایک کر کے سب اپنے گھروں کو سدھاریں۔ بعض نے ان بچوں کو اپنے ساتھ لے جانے کی تجویز پیش کی۔ مگر میرے لئے ان غم و الم کے ایام میں اگر کوئی چیز وجہ تسلی اور غم غلط کرنے کا موجب تھی تو ان کی بھولی بھالی اور پیاری پیاری شکلیں ہی تھیں۔ میں نے شکریہ کے ساتھ اس تجویز کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور ملازمت سے چھ ماہ کی رخصت حاصل کر لی۔ میں اپنا سارا وقت ان کے لاڈ پیار میں صرف کرنے لگا۔ اور حقیقت یہ ہے

میں نے ماں کی یاد ان کے دلوں سے بھلا کر اپنے ساتھ پورے طور پر مانوس کر لیا۔ گھر کے کام کاج کے لئے ایک نیک بخت ضعیفہ رکھ لی۔ جسے قدرت نے مدت ہوئی اپنے بچوں کی خوشی دیکھنے سے محروم کر دیا تھا۔ وہ اپنے بچوں کی طرح ان سے پیار و محبت کرتی۔ اور ان کی خوشی میں اپنے لئے آرام وراحت کا سامان سمجھتی۔ جب میری رخصت کے ایام ختم ہوئے۔ تو اس وقت تک بچے اس ضعیفہ سے پوری طرح مانوس ہو چکے تھے۔ اور میں نے ایک رنگ میں اطمینان اور تسلی کے ساتھ اپنی ملازمت کے فرائض ادا کرنے شروع کر دئے۔ میں اگرچہ دن بھر دفتر میں رہتا۔ اور اپنے کام کی نوعیت کے لحاظ سے خواہ گرمی ہو۔ یا سردی راتوں کو بھی کام کرنا پڑتا۔ تاہم میں کچھ نہ کچھ وقت بچوں کے ساتھ گذارنے کے لئے نکال ہی لیتا۔ اور ان کے آرام و آسائش کے خیال سے تو کسی وقت بھی دل خالی نہ ہوتا۔

(۴)

اسی طرح تین سال گذر گئے۔ اس عرصہ میں رشتہ داروں کے علاوہ دوست احباب نے بھی بارہا دوسری شادی کے لئے زور دیا۔ کئی ایک اچھے سے اچھے گھرانوں کی طرف سے تحریکیں ہوئیں۔ لیکن میں اس قسم کی گفتگو کے وقت اپنے سینہ میں دل بجائے برف کا ٹکڑا پاتا۔ اور جب یہ خیال آتا۔ کہ نہ معلوم نئی بیوی فرحت اور نصیح کو کس نظر سے دیکھے۔ ان کے ساتھ کیسا سلوک کرے۔ ان کے اور میرے درمیان منافرت کی کتنی بڑی خلیج حائل ہو جائے۔ اور میں مرحومہ کے آخری الفاظ بھول جاؤں۔ تو صاف صاف انکار کر دیتا۔ مگر جب فرحت کسی قدر سیانی ہو گئی۔ اور نصیح بھی نہایت صاف اور صحیح باتیں کرنے لگا۔ تو مجھے ان کی تعلیم کی فکر ہوئی۔ اور میں نے محسوس کرنا شروع کیا۔ کہ ماں بچوں کے لئے کتنی ضروری اور کس قدر مفید ہستی ہوتی ہے۔

(۵)

اس طرح میرے خیالات میں تغیر عظیم پیدا ہو گیا۔ جس میں مزید اضافہ یوں ہوا۔ کہ ملازمت کے اہم فرائض ادا کرتے ہوئے بچوں کی پرورش اور نگہداشت کے فرائض نے جو مجھے اپنی صحت کی طرف سے لاپرواہ کر دیا تھا۔ اور میں دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں سے مسلسل تین سال تک کوئی ایک لمحہ بھی جسمانی صحت کی فکر کے لئے نہ نکال سکا تھا۔ اس کا اثر میری صحت پر نہایت ہی ناگوار پڑا۔ اور مجھے کشتیٔ حیات کے کنارے لگنے تک ایک ایسے رفیق کی ضرورت کا احساس ہوا۔ جو رنج و راحت، تکلیف و آرام خوشی اور غمی میں ساتھ دے سکے۔

(۶)

اگرچہ انسان کے لئے رفیق زندگی کا انتخاب پہلی دفعہ بھی کچھ سوچ بچار اور غور و فکر کا محتاج ہوتا ہے۔ لیکن اس کے راستہ میں وہ مشکلات حائل نہیں ہوتیں۔ جو میرے راستہ سنگ راہ تھیں۔ پہلی دفعہ انسان کو صرف اپنے آرام و آسائش کا خیال ہوتا ہے۔ لیکن مجھے اپنے سے زیادہ ان بچوں کا خیال تھا۔ جو مرحومہ کی یادگار تھے۔ اور جن کے ساتھ میں اپنی ساری خوشی اور مسرت وابستہ سمجھتا تھا۔ میرے سامنے ایسی مثالیں موجود تھیں۔ کہ نہایت ہی شفیق اور اپنی اولاد پر جان دینے والے باپ دوسری شادی کرنے کے بعد ان کے لئے بالکل بیگانہ ہو گئے۔ اور ان غریبوں کے مرجھائے ہوئے چہرے زبان حال سے شکایت کرتے تھے۔ کہ قدرت نے اگر انہیں جوار مادر سے محروم کر دیا۔ تو سوتیلی ماں نے باپ کی نظر شفقت کو بھی ان سے پھیر لیا ہے۔

(۷)

میں ان حالات میں دن رات ایک ایسی کشمکش میں مبتلا رہنے لگا۔ جس سے مخلصی کی کوئی راہ نظر نہ آتی تھی۔ ایک طرف بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال۔ تو دوسری طرف ان سے بدسلوکی کا خطرہ۔ آخر میں نے سنسان راتوں کی تاریکی میں اس قادر و توانا ہستی کے سامنے اپنا معاملہ رکھنا شروع کیا۔ جسے سب قدرتیں حاصل ہیں۔ اور رو رو کر خشوع و خضوع سے دعائیں کرنے لگا۔ کہ الٰہی تو ہی کوئی ایسا سامان کر دے۔ کہ میں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے فرض سے بھی سبکدوش ہو سکوں اور اس عہد کو بھی نبھا سکوں۔ جو میں نے دل ہی دل میں مرحومہ کی لاش پر کھڑے ہو کر پرنم آنکھوں اور کانپتے ہوئے دل کو گواہ رکھکر کیا تھا۔ چونکہ میں نے اپنی زندگی کے سخت مرحلوں پر باوجود پر از معصیت ہونے کے خدا تعالےٰ کی مدد اور نصرت کے عجیب و غریب نظارے دیکھے تھے۔ اس لئے پورا یقین تھا۔ کہ خدا تعالےٰ اس موقعہ پر بھی ضرور میری دستگیری فرمائیگا۔ اور میں اس کے فضل سے محروم نہ رہونگا۔

(۸)

آخر ایک ایسے وجود کے ذریعہ جسے میں اپنے سے بھی زیادہ اپنا خیر خواہ اور ہمدرد یقین کرتا۔ اور جس کے احسانات سے پہلے ہی میری گردن جھکی ہوئی تھی۔ ایک شریف خاندان میں میرے نکاح ثانی کی تجویز قرار پائی۔ جو نہایت سادگی اور سرعت ... کے ساتھ بہت جلد انجام پذیر ہو گئی۔

(۹)

میری نئی رفیق زندگی نے گھر میں قدم رکھتے ہی گھر کی کایا پلٹ دی۔ میں جو مرحومہ کے جانگداز سانحہ کے بعد بچوں کے دکھ رکھاؤ میں مشغول ہو کر گھر کے انتظام سے بالکل بے خبر ہو گیا تھا۔ اور اگر بے خبر نہ بھی ہوتا۔ تو ایک مرد گھر کے سنوارنے میں جس قدر دخل رکھتا ہے۔ وہ سب جانتے ہیں۔ مجھے ایسا معلوم ہونے لگا۔ کہ مرحومہ اپنے گھر کی ابتری اور میری حالت زار دیکھ کر بے تاب ہو گئی۔ اور عالم بالا سے خود اتر کر اپنے ہاتھوں گھر کی اصلاح و درستی کرنے لگی ہے۔ یا کم از کم اس بارے میں اپنی ہدایات سے اپنی قائمقام کی امداد ضرور کرتی ہے۔ کیونکہ مجھے گھر میں وہی سلیقہ اور وہی انتظام نظر آنے لگا۔ جو میں مرحومہ کی زندگی میں دیکھنے کا عادی تھا۔ اور جس کے دیکھنے کے لئے آنکھیں ترس گئی تھیں۔

(۱۰)

اس سے بڑھ کر میری مسرت اور خوشی کا جو سامان ہوا۔ وہ یہ تھا۔ کہ بچے جن کے متعلق مجھے یقین ہو چلا تھا۔ کہ قدرت نے ان کے قلوب میں الفت مادر کو محسوس کرنے کے احساسات ہی پیدا نہیں ہونے دئے۔ چند ہی دن میں "اماں" کے خوشگوار اور محبت آفرین لفظ کے تکرار اور "اماں" کی پر لطف آغوش اور آرام بخش ہاتھوں نے ان میں عجیب قسم کی تر و تازگی اور بشاشت پیدا کر دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ان کی حقیقی ماں ان کے نزدیک فوت نہیں ہوئی۔ بلکہ کہیں گئی ہوئی تھی جس کی آمد کا انتظار وہ بڑے سکون اور اطمینان کے ساتھ کر رہے تھے۔ اور اب اُسے اپنے پاس پا کر وہ سمجھے ہیں۔ کہ انہیں اپنی ماں مل گئی۔

(۱۱)

دیکھنے والوں نے سمجھا۔ اور کہنے والوں نے کہا۔ کہ یہ چند روزہ بات اور نئے نئے چاؤ ہیں۔ پرائے بچوں کا بوجھ ہمیشہ کے لئے کون اٹھا سکتا ہے۔ لیکن اس شریف خاندان کی شریف خاتون نے اپنے عمل سے اس کلیہ کو غلط ثابت کر دیا۔ اور اپنے پیٹ کے بچوں کے ساتھ ان بن ماں کے بچوں کی غور و پرداخت اور تعلیم و تربیت میں وہ سلیقہ دکھایا۔ کہ کسی نے کبھی ان میں امتیاز محسوس نہ کیا۔ اور باوجود تجسس اور کوشش کے محسوس نہ کیا۔ اب ماشاء اللہ نصیح اور فرحت دونوں سن بلوغ کو پہونچکر اپنے اپنے گھر آباد ہیں۔ اور اپنی "ماں" کے ساتھ وہی جذبات عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ جو سعادتمند اور نیک کردار بچے اپنی حقیقی "ماں" سے رکھتے ہیں۔ اور "ماں" اب بھی ان کو اپنے حقیقی بچے سمجھتی اور آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتے دیکھ کر باغ باغ ہوتی ہے۔

(۱۲)

میں ہمیشہ یہ دعا کرتا رہا۔ اور اب بھی یہی ورد زبان ہے کہ خدا تعالےٰ کسی کے بچوں کو مادر مہربان کی آغوش شفقت سے محروم نہ کرے۔ اور اگر قضا و قدر کو یہی منظور ہو۔ تو بن ماں کے بچوں کو ایسی ماں عطا کرے۔ جیسی میرے بچوں کو اس نے محض اپنے فضل و کرم سے عطا کی۔

"نو آموز"

آریہ سماج جہلم کے جلسہ میں اسلامی نمائندہ کی تقریر

جلسہ جوبلی پنجاہ سالہ آریہ سماج جہلم ۲۶-۲۷-۲۸-۲۹ر اپریل ۱۹۲۸ء برلب دریائے جہلم عمارت آریہ سماج کے محاذ میں منعقد ہوا۔ بانیان جلسہ نے ایک مضمون پر اظہار خیالات کیلئے سکھ۔ سناتنی۔ عیسائی مسلمان نمائندگان کو شمولیت کانفرنس کی دعوت دی۔ جملہ مسلمانان جہلم نے صرف ایک نمائندہ پیش کرنے پر اتفاق کیا۔

جلسہ کا موضوع تصور باری تعالٰے تھا۔ اور شرط یہ تھی کہ ہر ایک صاحب مضمون دعویٰ اور دلیل اپنی مذہبی کتاب سے پیش کرے۔ ۲۷ر اپریل بروز جمعہ ۵ بجہ شام کو عیسائی مسلمان۔ آریہ نمائندگان نے اپنا اپنا مضمون پڑھا۔ صدر جلسہ لالہ پران ناتھ صاحب لانبہ بی۔ اے۔ ایل ایل بی پلیڈر جہلم تھے۔ سامعین میں ہر مذہب وملت کے افراد موجود تھے جن کی تعداد تخمیناً ڈیڑھ دو ہزار کے بین بین تھی۔

سب سے پہلے عیسائی لیکچرار مسٹر برکت مسیح صاحب نے ایک مختصر مضمون پڑھا جس میں انہوں نے توریت۔ زبور انجیل سے خدا کا تصور پیش کیا۔ اس کے بعد سائیں غلام اعظم صاحب نے جو کسی جماعت کے قرار دادہ نمائندہ نہ تھے۔ ایک طویل مضمون پڑھا۔

آخر میں جناب مولوی اللہ دتا صاحب احمدی نے اپنا مضمون منجانب جمیع مسلمانان جہلم پڑھا۔ تعداد حاضرین اس وقت اپنے کمال پر تھی۔ فاضل لیکچرار نے موضوع مقررہ پر ایک مدلل اور پسندیدہ بحث کی۔ قرآن شریف سے ہی دعویٰ اور کلام مجید ہی سے دلائل دئے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب جلسہ گاہ میں خاموشی اور سناٹے کا عالم تھا۔ اور نئے آنیوالے اصحاب کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ جلسہ گاہ کے مختلف حصوں اور حلقوں سے تحسین وآفریں کی آواز بلند ہو رہی تھی۔

رات کو آٹھ بجے آریہ سماج کے پرچارک نے ایشور کے غیر مرئی سروپ کو زبان سنسکرت میں پیش کیا۔ منتوا تر منتروں کی تلاوت کے بعد آپ نے ارتھ (معنے) بھی ایسے کئے۔ جو عام فہم نہ تھے۔ تقریر کا مضمون بھی حسب شرط تحریری نہ تھا۔ اس لئے خلاف اصول ہونے کی وجہ سے صاحب صدر نے روک دیا۔

اس کے بعد پنڈت صاحب ممدوح نے دوسروں کے مضامین کی تردید کا رنگ اختیار کرنا چاہا۔ لیکن صاحب پریذیڈنٹ نے منع فرما دیا۔ لگے ہاتھوں پنڈت جی مہاراج نے ایک چیلنج دیدیا۔ کہ کوئی شخص وید مقدس کے مقابلہ میں زیادہ خوبیاں اپنی الہامی کتاب میں دکھائے۔ جس پر اسلامی مبلغ مولوی اللہ دتا صاحب نے چیلنج منظور فرمالیا۔ اور کہدیا کل کوئی وقت مقرر کرلیا جائے۔ مگر پنڈت صاحب اپنے چیلنج پر قائم نہ رہے۔ آخر پریذیڈنٹ صاحب نے جو ایک سلامت رو اور شریف النفس انسان ہیں۔ اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے حاضرین کا اور خصوصاً نمائندگان مذاہب کا شکریہ ادا کیا۔

بانیان جلسہ اور ان کے کارکنان کا رویہ شریفانہ اور موجودہ تعفن تعصب اور جنبہ داری سے پاک تھا۔

چوہدری ذکاء اللہ ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی پلیڈر
سیکرٹری انجمن اسلامیہ جہلم

نامۂ فلسطین

(۳)

بہائیوں کی تعداد

قبل ازیں بہائیوں کی تعداد کے متعلق ذکر کر چکا ہوں۔ اس کے بعد میرزا محمد علی ابن میرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ میرے پاس ہوٹل میں تشریف لائے۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ کیا شوقی آفندی سے بھی ملاقات ہوئی ہے۔ میں نے کہا گیا تھا مگر انہوں نے بیماری کا عذر کیا۔ اس نے کہا اصل بات یہ ہے کہ وہ عالم شخص نہیں ہے۔ وہ آپ جیسوں سے گفتگو نہیں کرسکتا۔ میں نے کہا کہ مجھے بہائیوں کی تعداد تین سو کے قریب شام و فلسطین میں بتائی گئی ہے۔ کہنے لگا اصل بات یہ ہے۔ کہ ہماری تعداد عجم میں زیادہ ہے۔ اور یہاں بھی عجم سے ہی ہجرت کرکے آئے ہوئے ہیں ورنہ یہاں کے لوگ بہائیت میں داخل نہیں ہوئے۔ پھر کہا کہ کیا آپ عکہ کی مسجد میں گئے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ کہنے لگا بہت اچھی مسجد ہے۔ میں اکثر دفعہ جمعہ کی نماز وہیں ادا کیا کرتا ہوں۔ میں نے کہا یہ بہاء اللہ کی شریعت کے خلاف ہے۔ وہ تو جماعت کے قائل نہیں کتاب اقدس میں وہ صاف حکم فرماتے ہیں۔ کہ اب تم سے جماعت کا حکم اٹھایا گیا ہے۔ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنا چاہئے اور نماز بھی تین اور ہر ایک کی تین رکعت قرار دیتے ہیں۔ اس سوال کا جواب تو نہ دیا۔ کہنے لگا مجھے والد صاحب نے اجازت دی تھی کہ مسلمانوں کے پیچھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لیا کریں۔

قدس میں پادریوں کی جو مؤتمر ہونے والی تھی۔ ہوئی افتتاح کے وقت خود ہائی کمشنر بھی اس میں شامل ہوا۔ اس مؤتمر کے بعد فلسطین میں از حد شور برپا ہے۔ ہر طرف سے گورنر کے نام احتجاج کی تاریں بھیجی گئی ہیں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ پادریوں کو یہاں سے نکال دیا جائے۔ ورنہ بغاوت ہوجائیگی۔ کیونکہ اس سے یہاں مسلمانوں اور مسیحیوں میں جو اتحاد ہے۔ اس کو نقصان پہنچیگا اور اس وجہ سے نقض امن کا اندیشہ ہے بعض جگہ پر فساد بھی ہوئے ہیں مثلاً سلط میں عمان کے پاس بعض پادری بری طرح زخمی کیا گیا ہے۔ غزہ میں مسلمانوں نے مظاہرہ کرنا چاہا۔ حاکم نے روکدیا۔ مگر انہوں نے [illegible] یا۔ پھر اس نے گولی کا حکم دیا۔ تین شخص زخمی ہوئے۔ ایک اور حاکم کی مداخلت فتنہ فرو ہوگیا۔ اسی طرح ہر جگہ ایک شور برپا ہے۔

عیسائیوں سے گفتگو

چند مسیحی میرے پاس گفتگو کے لئے [illegible] کہنے لگے آپ وفات مسیح کے قائل مگر ہم انجیل سے ثبوت چاہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ دیکھئے وہ بشر تھے۔ جیسے سب بشر فوت ہوگئے۔ وہ بھی فوت ہوگئے ہیں۔ استقراء کی ہے جو کہتا ہے کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں ثبوت دینا چاہئے۔ اور جب یہ ثابت ہوجائے کہ وہ آسمان گئے۔ تو ان کی وفات خود بخود ثابت ہوجائیگی۔ جب ہم انا بنظر عمیق مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ان کے آسمان پر جانے کا یقینی ثبوت نہیں پاتے۔ بلکہ متی تو انہیں جلیل تک [illegible] اپنی انجیل کو ختم کردیتا ہے۔ اور یوحنا کہتا ہے۔ کہ آخر اپنے شاگردوں کیلئے بحیرہ طبریہ پر ظاہر ہوا۔ اور پطرس کو تو میری بھیڑوں کو چرا۔ اور جس شاگرد سے وہ محبت رکھتا اس کو اپنے ساتھ لیا اور وہاں سے چلدیا۔ اب انجیل یوحنا اس کے سفر کی طرف اشارہ کرتی ہے پھر مسیح خود کہتا کوئی آسمان پر نہیں گیا۔ مگر وہی جو آسمان سے اترا۔ بتا سکتے ہیں۔ کہ مسیح بجسدہ العنصری آسمان سے اترا نہیں تو پھر وہ اپنے قول کے بموجب آسمان پر جا بھی نہیں اس پر چپ ہوگئے۔

مسیحیوں کی تبلیغی کوششیں

اس وقت روز [illegible] سیاست مصر [illegible] ۱۷ر اپریل کے پرچہ کا صفحہ کالم اول میرے سامنے ہے جس میں مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی ہے۔

"ایک نیا حملہ ہوائی جہازوں کا بہ سرکردگی جنرل نوبیل شمالی تک پہونچنے کے لئے روانہ ہوا ہے۔ اس سفر میں [illegible] نے بھی جنرل نوبیل کا ساتھ دیا ہے۔ اس موجودہ حملہ کے تمام تحقیق اور نظر علمی پر مبنی ہیں۔ اور یہ رائے قرار پائی۔ کہ حملہ کنگ بے میں پہونچکر دو حصوں میں تقسیم ہوجائے قطب شمالی کا رخ کرے۔ اور دوسرا پرنس نیکولا الثانی جزیرہ میں پہونچے۔ اور جنرل نوبیل نے پختہ امید کا اظہار کہ وہ اپنے ہوائی جہاز کے ذریعہ قطب شمالی تک پہونچ جہاں وہ رسیوں کی سیڑھی کے ذریعہ نیچے اتریگا

...مولوی شیر علی صاحب کیا فرماتے ہیں؟ موتی سرمہ

...ر رجسٹرڈ آج جو لااوّل چشم کیلئے
...گیا ہے حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسۃ الخواتین
...اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ مدرسۃ الخواتین کی ایک طالبہ کو کگرے کی وجہ
...تکلیف تھی۔ چنانچہ وہ پڑھائی کرنے سے بھی عاجز ہو گئی تھی۔ اس نے
...سرمہ چند روز تک استعمال کیا جس سے اس کو بہت فائدہ ہوا۔ اب
...عدہ پڑھتی ہے۔ میں یہ اطلاع آپکو اس لئے دیتا ہوں۔ تا کہ اور لوگ
...کے سرمہ کی اس خوبی سے آگاہ ہو کر اس سے فائدہ اٹھا سکیں
...تولہ عہ روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

...ر اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

ضرورت ہے

...لیسے مڈل و انٹرنس پاس طلباء کی جو کہ ریلوے
...وغیرہ میں ملازمت کرنے کے خواہشمند ہوں مفصل
...دو آنہ (۲/) کا ٹکٹ بھیج کر معلوم کریں۔

...ٹیلیگراف کالج نئی سڑک دہلی

...نکاح میں نے ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی تھی
دس سال سے ہجرت کر کے قادیان میں رہتا ہوں۔ مسجد
...ہوں نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ کوئی اولاد
...خواہش تعلق کرنا چاہیں۔ اطلاع دیں۔ محمد بوٹا خاں موذن قادیان

...ب اٹھرا
کا نام
...حفظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

...بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے
...ہو جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا
...اس مرض کیلئے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب
...حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی
...اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا
...میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے
...ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین
...صورت اور اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر
...کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے قیمت
...شروع حمل سے آخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ
...ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ عہ لیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ

...ن کا غانی دواخانہ رحمانی قادیان

اولاد حاصل کرنے کی
حیرت انگیز دوائی

اگر واقعی آپ اولاد حاصل کرنے کے لئے پریشان ہیں اگر واقعی اپنے بعد سلسلہ نسل قائم رکھنے کی آپ کو سچی تڑپ ہے۔ تو آپ اپنا محنت اور پسینہ سے کمایا ہوا روپیہ اشتہاری حکیموں کی نذر کر کے برباد نہ کریں۔ صرف

حب حمل و معجون عجیب

کا استعمال گھر میں شروع کرا دیں جس کا پہلی ہی دفعہ کا استعمال انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو بامراد کریگا۔ زیادہ تعریف ہم گناہ سمجھتے ہیں سہ "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"
قیمت "حب حمل" و "معجون عجیب" صرف چار روپیہ (للعہ) آرڈر دیتے وقت تفصیلی حالات ضرور لکھیں۔ جو کہ صیغہ راز میں رکھے جائینگے

مہتمم احمدیہ دواگھر قادیان

بہروں کی شنوائی کا سامان

بہت لوگ بالخصوص وہ جو بہرے ہیں۔ یا جن کے دماغوں میں غوغہ محسوس ہوتا ہے۔ یا ناک میں آواز آنے کی بیماری ہے یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوں گے۔ کہ حال ہی میں ایک چھوٹا اور نہایت ہی مفید آلہ ان بیماریوں کے مستقل علاج کیلئے دریافت ہوا ہے۔ جسے ٹنی ٹس کہتے ہیں۔ اس آلہ کے ذریعہ اس وقت تک سینکڑوں ان بیماریوں کے شدید اور لا علاج بیمار شفا پا چکے ہیں۔ اگر کوئی ان بیماریوں کا مبتلا مزید معلومات اس آلہ کے متعلق حاصل کرنا چاہے۔ تو سیکرٹری سے خط و کتابت کرے جو خوشی سے ان کو مکمل معلومات بمعہ شہادتوں اور اخراجات کے نوٹسوں کے بہم پہونچائیگا۔ پھر قیمتی وقت بچانے کیلئے یہ آلہ معہ ضروری سامان اور ادویات کے ۹ روپے کا منی آرڈر آنے پر ہر پتہ پر بھیجا جا سکتا ہے۔ فرمائش کے وقت اس اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔

پتہ:-
Harmalene Co: Deal
Kent
England

طالب علموں، لیکچراروں و دیگر اصحاب تحریر و تقریر پیشہ کے واسطے

عجیب التاثیر تحفہ

نہایت معتبر اور بارہا دفعہ کی آزمودہ مستقل طور دل و دماغ کو طاقت پہنچا کر حافظ کی قوت کو بحال ہی نہیں۔ بلکہ ہمیشہ کیلئے قائم رکھنے والی اور بے خطا ایجاد ہے۔ اس کے استعمال سے صرف ایک ہفتہ میں قوت ذہنی کے علاوہ جسم کی تیاری میں حیرت انگیز تبدیلی واقعہ ہو جاتی ہے۔ علاوہ اس کے مصفی خون اور مقوی اعصاب بھی ہے جس نے ایک دفعہ آزمائش کر لی ہے۔ وہ ہمیشہ کیلئے مجسم اشتہار بن گیا۔ نمونہ محصولڈاک کیلئے ۲/ کے ٹکٹ بھیجکر مفت طلب فرمائیں۔ قیمت ایک ہفتہ کا کورس صرف ۶/ دو ہفتہ کیلئے ۱۲/ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:- **منیجر پبلک میڈیکل ہال روپڑ ضلع انبالہ**

بڑھیا کپڑا خرید فرمائیں!

اگر آپکو واقعی اعلیٰ اور ارزاں مال کی ضرورت ہو تو براہ راست کارخانہ سے طلب کریں۔ تونگی سلکی۔ ریشمی شہدی قسم اول نہایت ہی خوبصورت للعہ رکلاہ زریں استرداریشاوری فیشن عہ دونوں کی قیمت ۸/ کارخانہ کے خاص تحفہ ہیں۔ زنانہ سلکی۔ ریشمی کا مدار چادر اور سطور جو کی بیگمات استعمال کرتی ہیں۔ طول ۳ گز عرض ۱½ گز للعہ۔ زنانہ ٹسری فیشن ریشمی چادر امیرانہ وضع نہایت ہی خوبصورت رنگ ٹسری طول ۳ گز عرض ۱½ گز آٹھ روپے آزار بند سلکی۔ ریشمی رنگین ۳/ درجن جراب سلکی ریشمی زنانہ پھولدار ۱۲/ پنجابی جوتا اعلیٰ مضبوط ۶/ (ناپ ضرور ارسال کریں) جائے نماز سوتی مضبوط محراب دار پھولدار قسم اول عہ دوکانداران خط و کتابت کریں مکمل فہرست کارخانہ مفت محصولڈاک علاوہ

منیجر کارخانہ سید عباس علی شاہ احسان اینڈ کمپنی سوداگران ۳۷ لدھیانہ

لاہوریہ حکیم رجسٹرڈ اکسیر خنازیر یعنی ہنجیراں۔ سخت سے سخت اور پرانی سے پرانی خنازیر کو اس دوائی کے استعمال سے انشاء اللہ آرام ہو جاتا ہے سینکڑوں مرتبہ تجربہ ہوئی ہے صرف چالیس یوم دوائی استعمال کرنی پڑتی ہے۔ بعد میں تمام عمر کیلئے اس نامراد بیماری سے خلاصی مل جاتی ہے قیمت فی پیکٹ جس میں ۴۰ گولیاں ہونگی صرف للعہ۔
نوٹ:- اگر خنازیر کی گلٹیاں بہتی ہوں یا اس جگہ زخم ہوں تو ان کے لئے الگ دوائی مرہم روانہ کی جاتی ہے۔ قیمت فی پیکٹ عہ۔
بھس یعنی ضعف جگر کی اکسیر گولیاں ۲۱ یوم کھانے سے سیروں خون بڑھ جاتا ہے بھس کا نام و نشان نہیں رہتا۔ بھس کیلئے ازبس مفید ہیں۔ قیمت چار روپے۔ فہرست دواخانہ مفت طلب کریں۔ جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ روانہ کریں۔

المشتہر:- **حکیم حاجی محمد رحیم بخش زبدۃ الحکماء** میڈلسٹ امرتسری اندرون یکی دروازہ متصل مسجد قصابان لاہور

ہندوستان کی خبریں

—— بمبئی ۱۰ مئی ۔ ریاست بھرتپور میں تمام بلدیات توڑ دی گئی ہیں ۔ ریاستی کونسل کا انتخاب بند کر دیا گیا ہے ۔ مہاراجہ کے احتجاج کے باوجود کونسل کی سکیم نظر انداز کر دی گئی ہے ۔ ہفتہ وار اخبار "بھرت ویر" حکماً بند کر دیا گیا ہے ۔ اخبار کے دفتر اور منیجر کے مکان کو قفل لگا دیا گیا ہے ۔ یہ بھی افواہ ہے ۔ کہ ۲۵ اشخاص جو مہاراجہ کے وفادار ہیں ۔ ریاست سے جلا وطن کئے جانے والے ہیں ۔ ایک بڑے عہدہ دار کو معطل کر دیا گیا ہے ۔

—— بمبئی ۹ مئی ۔ مسٹر ایچ ۔ ایم جوشی پریزیڈنٹ بمبئی ٹیکسٹائل لیبر یونین کو دو توف ماسکو سے ۔ ۶۹، ڈالر یا ۹ ۔ ۱۲ ۔ ۱۶ ۔ ۲۰ ۔ ۹ روپیہ پڑتالیوں کی امداد کے لئے موصول ہوئے ہیں ۔

—— پروفیسر اندر ایڈیٹر ہندی اخبار ارجن جو فرقہ وار منافرت پیدا کرنے کے مقدمہ میں سزایاب ہوئے تھے ۔ اور جن کی میعاد پوری ہونے میں ابھی چند ہفتے باقی تھے ۔ مگر ان کی صحت حال میں بہت بگڑ گئی تھی ۔ ان کو جیلخانہ فیروزپور سے رہا کر دیا ہے

—— بمبئی ۱۰ مئی ۔ میسرز مارکس اینڈ کمپنی کے شوروم سے ایک لاکھ روپیہ کے زیور کوئی اڑا لے گیا ہے ۔ اس چوری نے سنسنی پیدا کر دی تھی ۔ پولیس نے دو آدمیوں کو گرفتار کیا ہے جن کے قبضہ سے ۔ ۲ ہزار روپیہ کا مال مل گیا ہے ۔ انہوں نے یہ مال کس طرح چرایا ۔ اس کا فی الحال کچھ پتہ نہیں لگ سکا ۔

—— ٹائمز آف انڈیا کو معلوم ہوا ہے ۔ کہ سر فریڈرک وائٹ جو لیجسلیٹو اسمبلی کے سب سے پہلے پریزیڈنٹ تھے ۔ سر لیزلی ولسن موجودہ گورنر بمبئی کی جگہ بمبئی کے گورنر بنائے جائیں گے ۔ کسی ہندوستانی کے گورنر بمبئی بنائے جانے کی کوئی توقع نہیں ہے ۔

—— کلکتہ ۹ مئی ۔ اخبار ڈیلی ہیرلڈ کے نامہ نگار کا بیان ہے ۔ کہ لارڈ برکن ہیڈ عنقریب ایک باضابطہ اعلان کرنے والے ہیں ۔ کہ جو کمیشن ہندوستان کی مرکزی مجلس قانون ساز مقرر کرے گی ۔ اسے رتبہ اور اختیار سائمن کمیشن کے برابر دیا جائے گا ۔

—— کلکتہ ۹ مئی ۔ ایک چینی گاؤں میں پولیس نے ایک چینی کو گرفتار کیا ۔ جو کوکین کی ناجائز فروخت کرتا تھا ۔ پولیس کنسٹیبل جس وقت کوکین کا بنڈل باہر لا رہا تھا ۔ تو اس چینی نے اس پر چاقو سے حملہ کیا ۔ اور اُسے سخت زخمی کر دیا ۔ دوسرا کانسٹیبل پہلے کانسٹیبل کی امداد کے لئے پہونچا تھا ۔ کہ وہ بھی بُری طرح زخمی ہوا ۔ اس پر بہت سے چینی لاٹھیاں وغیرہ لے کر آ گئے ۔ اور انہوں نے اپنے ساتھی کو چھڑا لیا ۔ پولیس کے سپاہی بھی بہت سی تعداد میں پہونچ گئے تھے ۔ دونوں پارٹیوں میں لڑائی شروع ہو گئی ۔ وہ چینی جو گرفتار ہوا تھا ۔ مارا گیا ۔ دو کانسٹیبل جو اس وقت ہسپتال میں ہیں نازک حالت میں ہیں ۔

—— باگھاٹ (دیناج پور) ۔ ۱۰ مئی جنرل سیکرٹری دیناج پور ڈسٹرکٹ پولیٹیکل کانفرنس نے فری پریس کو ایک بیان دیا ہے ۔ جس کے دوران میں بتایا گیا ہے ۔ کہ متعدد دیہات میں لوگ انسان فروشی سے شکم پری پر مجبور ہو گئے ہیں ۔ لوگ اپنی اولاد اور بیوی کو فروخت کر کے بسر اوقات کر رہے ہیں ۔ اب یہ حکومت کا کام ہے ۔ کہ وہ خود ایسے واقعات کی تحقیقات کرے ۔ اور قحط زدہ لوگوں کو امداد دے ۔

—— کلکتہ ۱۱ مئی ۔ جمعرات کے روز ضلع ہوڑہ میں ٹرتانیو لے رات کے وقت چند پولیس پر حملہ کیا ۔ تحریک ستیہ گرہ کے ایک راہنما شوناتھ بنیرجی کو پولیس نے گرفتار کر لیا ۔ اُسے رہا کرانے کی کوشش کے دوران میں چند آدمی زخمی ہو گئے ۔

—— مدراس ۱۱ مئی ۔ قریب کے ایک گاؤں میں جب ایک عورت افلاس اور تنگدستی سے عاجز آ گئی ۔ تو مع اپنے بچوں کے کنوئیں میں گر کر مر گئی ۔

ممالک غیر کی خبریں

—— ماسکو ۹ مئی ۔ آج تمام ملک کے نمائندہ مسلمانوں کا ایک وفد شہریار افغانستان کے حضور میں پیش ہوا ۔ جس نے تاجدار افغانستان کی خدمت میں قرآن مجید کا ایک ایسا گرانقدر عربی صحیفہ پیش کیا ۔ جس کا ترجمہ دو سو سال ہوئے ۔ فارسی زبان میں ہوا تھا ۔ ملکہ معظمہ نے بولشویک سفیر متعینہ کابل کی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ روس کے سوشل اور طبی درسگاہوں کا معائنہ فرمایا ۔ اس کے بعد روس کے افغانوں نے آپ کو ایک دعوت میں مدعو کیا ۔

—— جنیوا ۱۰ مئی ۔ بین الاقوامی کانفرنسوں میں ترجمہ کی مشکلات کو رفع کرنے کے لئے ایک آلہ ایجاد ہوا ہے ۔ جو بین الاقوامی حزب العمال کانفرنس جنیوا میں پہلی مرتبہ استعمال کیا جائیگا ۔ اس آلہ سے تین چار باتیں ایسی منتخب کر لی جائیں گی جو کانفرنس کے مختلف مندوبین کی اکثریت چاہتی ہو ۔ ان زبانوں کے ماہرین مقرر کی تقریر کا ساتھ ساتھ ترجمہ کر کے ایک وقت میں مختلف مندوبین کو ان آلات کے ذریعہ پہونچاتے جائیں گے اس بات کا کافی انتظام کیا گیا ہے ۔ کہ مترجمین کی آوازیں مخلوط نہ ہو جائیں ۔ اس طریقہ سے یہ مشکل بھی دور ہو جائے گی ۔ جو بعد میں یادداشتوں میں ترجمہ کرنے میں مترجموں کو ہوتی ہے ۔

—— حال میں بجلی کا ایک نیا آلہ ایجاد ہوا ہے ۔ جس کے ذریعہ سے مکھیاں اور اس قسم کے دوسرے تکلیف دینے والے کیڑے مکوڑے بآسانی پکڑے جا سکیں گے ۔

—— اب تک مجرموں کے پنجوں کے نشان کاغذ پر لگائے جاتے تھے ۔ اور ان کے ذریعہ سے مجرموں کو پہچانا جاتا تھا ۔ مگر اس بارے میں مصیبت یہ تھی ۔ کہ بعض اوقات مجرم ربڑ کے مصنوعی دستانوں کے ذریعہ سے غلط نشان بنا دیتے تھے ۔ اور اس طرح پہچاننے میں دقت پیش آتی تھی ۔ اب یہ تجویز کی گئی ہے ۔ کہ ہر مجرم کے کان کی پیمائش کر لی جائے ۔ اور اس کا ریکارڈ رکھ لیا جائے یہ سب سے زیادہ صحیح معیار معرفت ہے ۔ اس لئے کہ دنیا میں کوئی دو انسان ایسے نہیں ہیں ۔ جن کے کان ہر اعتبار سے یکساں ہوں ۔

—— رگبی ۹ مئی ۔ دارالعوام میں مسٹر آسٹن چمبرلین نے آج بیان کیا ۔ کہ گذشتہ سیاحت کے دوران میں میں نے شاہ افغانستان یا ان کے قائمقام وزیر خارجہ سے کسی قسم کی باہمی گفت و شنید نہیں کی ۔ تاہم میں نے آپ اور وزیر خارجہ سے افغانستان اور انگلستان کے باہمی تعلقات کے متعلق بعض اہم سوالات دریافت کئے تھے ۔ اور ان سے اس امر کا اظہار مقصود تھا ۔ کہ انگلستان افغانستان کو آزاد اور مضبوط دیکھنے کا دل سے آرزومند ہے ۔

—— ریگا ۹ مئی ۔ شاہ افغانستان اور ملکہ معظمہ نے آج فوج دارالعوام کا معائنہ فرمایا ۔ رات کو آپ لینن گراڈ تشریف لے جائیں گے کابل سے وزیر تجارت اور سمت مشرقی افغانستان کے گورنر ماسکو تشریف لائے ہیں ۔ ملک میں ان کی آمد کے متعلق بڑی دلچسپی کا اظہار ہو رہا ہے ۔

—— سیلون کے بدھ اخبار لکھتے ہیں ۔ کہ روس میں بدھ مت بہت پھیل رہا ہے ۔ بولشویکوں کا خیال ہے ۔ کہ روس کے لئے یہی مذہب موزوں ہے ۔ کہا جاتا ہے ۔ کہ سوویٹ حکومت نے تبت ۔ چین ۔ منگولیا اور جاپان سے بدھ مذہب کے کئی مذہبی پیشوا بلائے ہیں ۔ اور وہ لینن گراڈ میں بدھ مت کی ایک یونیورسٹی قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

—— لنڈن ۱۰ مئی ۔ جریدہ ڈیلی میل کا نامہ نگار خصوصی رسالے لکھتا ہے ۔ کہ ملکہ ثریا کے قلمرو روسیہ میں نامعلوم کہاں دو ٹرنک گم ہو گئے جن میں بہت سے اور قیمتی پوشاکیں بھری ہوئی تھیں ۔

—— لنڈن ۸ مئی ۔ دفتر خارجہ و داخلہ کے عہدہ داروں کے درمیان صلاح و مشورہ ہونے کے بعد بیسٹے ہوا ہے ۔ کہ پرنس کیرول سے انگلستان چھوڑ دینے کی درخواست کی جائے ۔

—— سڈنی ۸ مئی ۔ مسٹر ریٹن وزیر جنگ ایک پبلک میٹنگ میں تقریر کر رہا تھا ۔ کہ یکا یک اُسے کچھ ہو گیا ۔ اور وہ وہیں مر گیا

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا